رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قل ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء ط واللہ واسع علیم

دین کی نصرت کیلئے اک آسماں پر شور ہے | عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام مسیح موعود)

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام منیجر ہو

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا (الہام مسیح موعود)

فہرست مضامین

جلد | ۵ اگست ۱۹۱۹ء | سہ شنبہ | مطابق ۷ ذیقعدہ ۱۳۳۷ھ | نمبر ۱۱

مدینۃ المسیح علیہ السلام

سیدنا حضرت خلیفۃ ثانی ایدہ اللہ نے کل (۲ اگست) بعد نماز ظہر اپنی ایک تازہ تصنیف ثانی شروع کی۔ جو عشاء کے وقت ختم ہوئی۔ مسودہ ۵۰ صفحات پر ختم ہوا ہے۔ یہ کتاب جواب ہے۔ مولوی محمد علی صاحب کے ایک ٹریکٹ "کچھ سپلمنٹ" کے نام سے تین حصوں میں بزبان انگریزی غیر ممالک کے نو احمدیوں میں گندے عقائد کے پھیلانے کے لیئے شائع کیا گیا ہے۔ اس حصہ میں جو حضرت نے کل لکھا صرف "تاریخ اختلاف" ہے۔ دوسرے حصہ میں مسائل اختلافی کا بیان ہوگا۔ کتاب جب احباب کے سامنے آئیگی تو دیکھیں گے کہ کس پایہ کی ہے۔ صرف اتنا لکھتا ہوں کہ یہ نقش ثانی ہے ٭

۲۔ اگست کو جناب مولوی

اخبار احمدیہ

تبلیغ ولایت

نہایت خوشی کی بات ہے کہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب اور مکرم قاضی عبداللہ صاحب کی کوششیں متعلق تبلیغ اسلام اس ملک میں بفضلہ تعالےٰ بارآور ہو رہی ہیں۔ اہل برطانیہ کو دین متین اسلام پہنچانے کے واسطے لیکچروں اور مباحثات اور گفتگو اور اشاعت رسائل کا کام بڑی سرگرمی سے ہو رہا ہے۔ حال میں دو اور معزز لیڈیاں حضرت مفتی صاحب کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئیں جن کے انگریزی نام مس ول کاک اور مس چارلٹ گرانٹ ہیں۔ اسلامی نام محبت اور امینہ رکھے گئے۔ اللھم زد فزد۔ علاوہ ازیں بحیثیت اعزازی میکل ڈیلی گیٹ حضرت مفتی صاحب اخباروں میں مضامین لکھ رہے ہیں اور لیکچر دے رہے ہیں۔ لنڈن ۹ر جولائی ۱۹۱۹ء

راقم اے۔ آر۔ سمتھ ۴ اسٹار اسٹریٹ۔ لنڈن

ایک نو مبایع کا خط

ذیل کا خط ایک نو مبایع کا ہے جو جناب قاضی محمد یوسف صاحب احمدی پشاوری کی معرفت سلسلہ حقہ میں داخل ہوئے ہیں۔ اس خط کا بعض تبلیغی مصالح سے پورا شائع ہونا مناسب ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ سیدنا محمد رسولہ الکریم علیٰ المسیح الموعود السلام

سیدی حضرت خلیفۃ المسیح۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ میں صدق دل سے اقرار کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ کو واحد لا شریک مانوں گا۔ اور شرک نہ کرونگا اسکے احکام کے مقابلہ میں کسی غیر کے حکم کی پابندی نہ کروں گا۔ میں رواج و رسوم کے مقابلہ میں شریعت قرآن

کی اطاعت کروں گا۔ اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی کوشش کروں گا۔

میں زنا نہ کروں گا۔ چوری نہ کرونگا۔ ناحق کا پر جنبہ نہ کرونگا۔ قتل نہ کروں گا۔ اور جھوٹی شہادت سے حتے الوسع پرہیز کرونگا۔

میں حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم النبیین یقین کروں گا۔ اور اس کے اسوۂ حسنہ اور سنتوں پر عمل کروں گا۔

میں حضرت غلام احمد علیہ السلام کو امام مہدی اور مسیح موعود نبی اللہ تسلیم کرتا ہوں۔ اور آپکے ہاتھ پر بیعت کرکے داخل احمدیت ہوتا ہوں۔ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ واشہد ان محمداً عبدہٗ و رسولہ۔ استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ۔

رب انی ظلمت نفسی واعترفت بذنبی انہ لا یغفر الذنوب الا انت فاغفرلی مغفرۃ عندک وارحمنی۔ انک انت غفور الرحیم۔

میری بیعت قبول فرماکر میرے [illegible] دعائے استقامت فرماویں ۔

الراقم

قلندر ولد محمد اسمٰعیل خان ساکن ترناب ڈاکخانہ چارسدہ ضلع پشاور۔ بقلم خود۔ مورخہ ۲۷ جولائی ۱۹۱۹ء

روئداد جلسہ انجمن احمدیہ ضلع فیروزپور منعقدہ ۱۰ جولائی ۱۹۱۹ء

سکرٹری نے شرح چندہ کے بڑھانے کے متعلق تجویز پیش کی۔ کہ جو احباب پہلے سارے تین پیسہ فی روپیہ کے حساب سے دیتے ہیں۔ وہ آیندہ ایک آنہ فی روپیہ کے حساب سے دیا کریں۔ اور جو دوست عشر ادا کرتے ہیں۔ وہ علاوہ عشر کے ½ پائی فی روپیہ اغراض مقامی کے لئے ادا کیا کریں۔ اور ½ پائی فی روپیہ ترقی اسلام کے چندہ میں اضافہ کریں۔ یہ تجویز اتفاق رائے سے پاس ہوئی۔ پیر اکبر علی صاحب جن کا چندہ شرح مقررہ سے کم تھا۔ انہوں نے مبلغ ۵ روپے ماہوار دینا منظور کیا۔

اس کے بعد سکرٹری نے افسر بیت المال کی چالیس ہزار روپیہ کی اپیل پیش کی۔ جس پر مفصلہ ذیل وعدے ہوئے

خانصاحب منشی فرزند علی صاحب سہ۔ پیر اکبر علی صاحب وکیل صہ۔ مرزا ناصر علی صاحب وکیل عسہ۔ میاں احمد جان صاحب دعہ۔ میاں محمد امیر صاحب عہ۔ چودہری مولا بخش صاحب عہ۔ بابو محمد عثمان صاحب عہ۔ بابو محمد حسن خان صاحب عہ۔ بابو ضیاء الحق صاحب عہ۔ میاں سلامت علی صاحب عہ۔ مولوی نذیر احمد صاحب دعہ۔ میاں صوفی علی محمد صاحب عہ۔ بابو محمد اسمٰعیل صاحب قادیانی عہ۔ قاضی محمد حسین صاحب عا۔ منشی نیاز احمد صاحب للعہ۔ بابو عبد الغنی صاحب صہ۔ میاں محمد اسمٰعیل صاحب سے۔ منشی شاہ سوار صاحب صہ۔

اس کے بعد تشحیذ الاذہان کی امداد کا معاملہ پیش ہوا جس پر چند احباب نے خریداری تشحیذ قبول کی۔ اور بعض نے چندہ دیا۔

خاکسار محمد امیر عفی عنہ۔ بحکم جناب خانصاحب منشی فرزند علی صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ۔ ضلع فیروزپور۔

سرپرستان الحکم کی خدمت میں ضروری اطلاع

مجھ کو الحکم کے سرپرستوں کو یہ اطلاع دیتے ہوئے جہاں افسوس اور ندامت ہے۔ وہاں خوشی اور شکر گذاری کے جذبات بھی میرے اندر موجزن ہیں مگذشتہ دو ماہ سے الحکم کی اشاعت میں ایک غیر معمولی بے ترتیبی واقع ہوئی ہے۔ یہ بے ترتیبی میری کسی غفلت یا سہل انگاری سے نہیں۔ اور نہ ناظرین و سرپرستان الحکم کی عدم توجگی کا نتیجہ ہے۔ بلکہ سلسلہ کے بعض نہایت اہم اور ضروری کاموں میں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کے قائم کردہ نظام سلسلہ کے ماتحت میری مصروفیت ہے۔ مکرمی سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب کے متعلق لاہور میں ایک طویل قیام کے بعد متواتر مجھے چابہ۔ شملہ اور ڈلہوزی کے سفر پیش آئے۔ بعد ازاں کے بعد ایک نہایت اہم اور لمبا سفر پیش آگیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم اور حضرت خلیفۃ المسیح کی توجہ اور دعاؤں کے بہترین اور نہایت شاندار نتائج انشاء اللہ پیدا ہونگے۔ میں اسوقت کوئی تصریح نہیں کر سکتا۔ البتہ اتنا کہہ سکتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے سلسلہ کے ایک شاندار مستقبل کی شعاعیں پڑ رہی ہیں۔ ہر چند میری اس مصروفیت نے اخبار کی اشاعت و ترتیب پر ایک اثر ڈالا ہے مگر سرپرستان الحکم کو ضرور خوشی ہوگی۔ کہ ان کا خادم ایک دوسرے رنگ میں خدمت سلسلہ کی توفیق پاتا ہے۔ اور یہ خدمت اس پہلو سے سرپرستان الحکم ہی کی خدمت ہے۔ میں اپنی زندگی کی غایت و مقصود سلسلہ کی خدمت رکھتا ہوں (اللہ تعالیٰ اسی پر خاتمہ کرے) کسی رنگ میں بھی ہو۔ خادم زادہ عزیز مکرم شیخ محمود احمد حضرت کی دعاؤں کے ماتحت مالابار میں تبلیغ کے لئے بھیجا گیا ہوا ہے ورنہ میری غیر حاضری الحکم کی اشاعت پر موثر نہ ہوتی دوسرا غلام زادہ بغداد میں ہے۔ باقی بچوں میں سے کوئی اس کام میں ہاتھ نہیں بٹا سکتا۔ آہ! اسلم مرحوم مولوی غلام غوث زندہ ہوتا۔ تو اس کے متعلق اُمیدیں تھیں کہ وہ الحکم کو سنبھال کر مجھے خدمت سلسلہ کے لئے آزاد کر دیتا۔ مگر منشاء ایزدی کچھ اور تھا۔ بہرحال میں اسوقت مرکز اور اپنے عزیزوں سے دور ہوں۔ اور خدا کا بے حد شکر ہے۔ کہ میں سلسلہ کی خدمت کے لئے محض حضرت خلیفۃ المسیح کی ذرہ نوازی سے اس سعادت کا موقعہ پا رہا ہوں۔ اس لئے میں اپنے مخلص اور صاحب دل احباب سے اسی اطلاع کے ذریعہ الحکم کی اشاعت میں تعویق و توقف کے لئے معذرت کرتا ہوں۔ انشاء اللہ جلد سے جلد اس کی اشاعت باقاعدہ ہو جائیگی۔ نیز میں برادران طریقت سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ درد دل سے ان مقاصد عظیمہ میں کامیابی کے لئے دعا کریں جو حضرت امام سلسلہ کے لئے رکھتے ہیں۔ اور اپنے اس قدیم خادم اور اس کی ذریت کے لئے بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اخلاص اور سچی نیازمندی کے ساتھ سلسلہ کی خدمت کی توفیق دے۔ اور اسی خدمت میں موت آوے۔ آمین۔ میں تمام ان دوستوں کو بھی جن کے خطوط کا کوئی جواب نہیں دیا گیا یا جن کے ارشادات کی تعمیل نہیں ہو سکی۔ اس تحریر کے ذریعہ مطلع کرتا ہوں۔ ۲۷ رجون ۱۹۱۹ء سے قریباً مہینے خطوط وغیرہ کو آجتک نہیں دیکھا پڑا ہے۔ دارالامان میں واپس آکر ان کے ارشادات کی تعمیل خدا کے فضل سے کر سکوں گا۔ وباللہ التوفیق ۔ خاکسار یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان - ۵- اگست ۱۹۱۹ء

ویدک مکتی اور اسلامی بہشت

تناسخ کا مسئلہ جسقدر مضحکہ خیز ہے۔ اس کا کسی قدر اندازہ مندرجہ ذیل الفاظ سے ہو سکتا ہے۔ جو ۲۷ ار جولائی ۱۹۱۹ء کے آریہ گزٹ میں ایک رشی کے متعلق شائع ہوئے ہیں:-

"ایک ... رشی مکتی کے لئے یوگ کر رہا تھا۔ اُسے معلوم ہوا۔ کہ صرف ایک جنم سُورنی کا کسی پاپ کے بدلے بھگتنا پڑے گا۔ پھر مکتی ہو جائیگی۔ القصہ رشی سورنی کے جنم میں گیا۔ جب وقت پورا ہو گیا۔ تو اُسے دیولوک سے بُلاوا آیا۔ لیکن وہ سورنی (جو دراصل رشی تھا) اپنے بچوں کو۔ اپنے رہنے کی جگہ کو اور اپنی خوراک کو دیکھ دیکھ کر روتی تھی اور چاہتی تھی کہ کچھ دیر اور اسے زندہ رہنے دیا جاوے۔"

اسکے متعلق اول تو یہ سوال ہے کہ جب رشی کو سُورنی کے جنم میں ڈالا گیا تھا۔ تو اس نے اس جنم میں بھی کوئی پاپ کیا یا نہ؟ یہ تو کہا نہیں جا سکتا۔ کہ کھیتوں کو تباہ کرنے اور پھلوں وغیرہ کو برباد کرنے کی جو خصلت سور اور سُورنی میں پائی جاتی ہے۔ وہ اسمیں نہ ہوگی۔ اور وہ پیٹ بھرنے کے لئے لوگوں کے چوری کھیت اور باغ وغیرہ خراب نہ کرتی ہوگی۔ اس لئے ظاہر ہے کہ عام سُورنیوں کی طرح اسے بھی اس فعل کا لازمی طور پر ارتکاب کرنا پڑتا ہوگا۔ اب اگر یہ بُرا فعل ہے اور واقعہ میں بُرا ہے۔ تو ضرور ہے کہ اس کی بھی اُسے سزا ملے۔ اور تناسخ کے قائلین کے نزدیک اس کی سزا یہی ہو سکتی ہو کہ اُسے کسی سُور سے بھی بدتر حیوان کے جنم میں ڈالا جائے۔ لیکن مندرجہ بالا الفاظ میں بتایا یہ گیا ہے کہ اس رشی کو مکتی یعنے نجات کے لئے سُورنی کے جنم میں ڈالا گیا۔ اور اس کے بعد اس کی مکتی ہو گئی۔ گویا سُورنی کے جنم میں جو افعال اس سے سرزد ہوئے ان کے متعلق اس سے کوئی باز پرس نہ کیگئی۔ لیکن اس کے علاوہ ایک بہت بڑا سوال جو پیدا ہوتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ تناسخ کے ماننے والوں کے نزدیک انسان کو کسی ادنےٰ جون میں ڈالا تو اس لئے جاتا ہے۔ کہ جو پاپ اس نے کئے ہوں۔ ان کی سزا بھگتے۔ چنانچہ مذکورہ بالا رشی کو سُورنی کے جنم میں ڈالنے کی جو وجہ بتلائی گئی ہے اس سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ:-

"اُسے معلوم ہوا کہ صرف ایک جنم سورنی کا کسی پاپ کے بدلے بھگتنا پڑے گا۔ پھر مکتی ہو جائے گی"

لیکن جب اس نہایت ہی ذلیل جانور یعنی سُورنی کی جون رشی کو اسقدر مرغوب ہو گئی کہ:-

"جب وقت پورا ہو گیا تو اُسے دیولوک سے بُلاوا آیا۔ لیکن وہ سُورنی اپنے بچوں کو۔ اپنے رہنے کی جگہ کو اور اپنی خوراک کو دیکھ دیکھ کر روتی تھی اور چاہتی تھی کہ کچھ دیر اور اسے زندہ رہنے دیا جائے"

تو اس جون میں اس کو ڈالنا اس کے لئے سزا کیا ہوئی۔ سزا تو یہ ہوتی ہے۔ کہ جس کو دی جائے۔ وہ اس سے تکلیف محسوس کرے۔ اور اس تکلیف سے جلد سے جلد مخلصی پانے کی کوشش کرے نہ یہ کہ اس کو چھوڑنے کا نام ہی نہ لے اور جب اس کو اس سے آزاد کیا جاوے تو روئے چیخے چلائے۔ اب ہم کہتے ہیں۔ جب ایک رشی سُورنی کی جون میں جاکر اسقدر راحت اور آرام محسوس کرتا ہے کہ اس کو چھوڑ کر دیولوک جانا پسند نہیں کرتا۔ تو عام لوگوں کو تو ذلیل جونوں میں جاکر بہت ہی خوشی اور مسرت حاصل ہوتی ہوگی اور جب کہ ان کو ادنےٰ جونوں میں بڑھ کر مسرت حاصل ہوتی ہے۔ نہ کہ کسی قسم کی تکلیف۔ تو پھر یہ کہنا بالکل غلط ہو گیا کہ انسان کو پاپ کی سزا بھگتنے کے لئے ادنےٰ جونوں میں ڈالا جاتا ہے۔ کیونکہ جب کسی ذلیل سے ذلیل جون میں جاکر بھی انسانی روح دکھ اور تکلیف محسوس نہیں کرتی۔ بلکہ اس حالت کو اسقدر پسند کر لیتی ہے۔ کہ اس کے مقابلہ میں دیولوک کی کچھ حقیقت نہیں سمجھتی۔ تو یہ اس کے لئے سزا نہیں کہلا سکتی۔ کیا دُنیا میں کسی ایسی سزا کی مثال مل سکتی ہے۔ کہ جس کو وہ دیجاوے۔ وہ اس پر ایسا لٹو ہو جائے کہ اس کو چھوڑنا ہی نہ چاہے۔ اور جب اسکے ختم ہونے کا وقت آئے۔ تو وہ روئے چیخے چلائے کہ مجھ سے نہ ہٹائی جائے۔ اگر اس قسم کی سزا کی کوئی مثال نہیں ملسکتی۔ اور یقیناً نہیں مل سکتی۔ تو پھر یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ انسان کو اس کے گناہوں کی سزا دینے کے لئے مختلف جونوں میں ڈالا جاتا ہے۔ کیونکہ جیسا کہ ایک رشی کے مذکورہ بالا واقعہ سے ظاہر ہے۔ انسان ادنےٰ ترین جون میں جاکر تکلیف نہیں اٹھاتا۔ بلکہ خوش ہوتا ہے۔ اور اتنا خوش ہوتا ہے کہ اس جون کو چھوڑنا ہی نہیں چاہتا۔ تو اُسے اس کے لئے سزا نہیں کہا جا سکتا۔ پھر کسی مجرم کو اس کے سزا دینے کا یہ مقصد اور مدعا ہوا کرتا ہے کہ جس جرم کی وجہ سے اسے سزا دی جائے۔ وہ آئندہ اس کے ارتکاب سے باز رہے۔ اور یہ مقصد اسی صورت میں پورا ہو سکتا ہے۔ جبکہ مجرم کو بتایا جائے۔ کہ یہ سزا تمہیں فلاں جرم کے بدلے میں دیگئی ہے۔ اور وہ خود اس سزا کو محسوس کرے۔ لیکن عجیب بات ہے۔ کہ دوسری جون میں ڈالنا جو قائلین تناسخ کی طرف سے گناہوں کی سزا بتلائی جاتی ہے۔ اس کے بھگتنے والا نہ تو اسے سزا سمجھتا ہے۔ اور نہ اسے یہ علم ہوتا ہے کہ مجھے کس گناہ اور پاپ کے بدلے دیگئی ہے ایسی صورت میں ہرگز وہ مدعا حاصل نہیں ہو سکتا۔ جو کسی مجرم کو سزا دینے سے ہوا کرتا ہے۔ یعنی آئندہ اسے اس پاپ سے بچنے کا خیال نہیں پیدا ہو سکتا۔ جس کی وجہ سے اسے کسی ذلیل ترین جون میں ڈالا جائے۔

یہ اور اسی قسم کی اور بہت سی وجوہات ہیں۔ جنکی وجہ سے تناسخ کا چکر کبھی ہماری سمجھ میں نہیں آیا اور نہ ہمیں اسمیں کچھ معقولیت نظر آئی ہے۔ کیا آریہ گزٹ خصوصاً اور دوسرے آریہ سماجی اخبارات عموماً ان باتوں کا کوئی معقول جواب دے سکتے ہیں۔

آریہ گزٹ کے اسی مضمون میں جہاں ایک طرف تناسخ کے ذریعہ حاصل ہونیوالی مکتی یعنے نجات کی یہ حقیقت بتائی گئی ہے۔ کہ ایک رشی کو سُورنی کی

جہنم سے نکالکر جب کشتی دی جانے لگی ۔ تو وہ عورت اپنے بچوں کو اپنے رہنے کی جگہ کو اور اپنی خوراک کو دیکھ دیکھ کر روتی تھی ۔ اور چاہتی تھی ۔ کہ کچھ دیر اور ا سے زندہ رہنے دیا جاوے ؟

وہاں بہشت کے متعلق مسلمانوں کا جو عقیدہ ہے اسپر اعتراض بھی کئے ہیں ۔ جو بالکل فضول اور لغو ہے لیکن ہم کہتے ہیں ۔ اگر ان اعتراضوں کو درست بھی فرض کر لیا جائے تو بھی ان لوگوں کو اسلامی بہشت کو اس کشتی خانہ پر ضرور فضیلت دینی چاہیئے ۔ جسمیں جانے کی نسبت ایک رشی نے سورنی کے جسم میں رہنا پسند کیا ۔

تعجب ہے ۔ کہ جن لوگوں کے اپنے عقیدے اس قسم کے ہیں وہ اسلام کے سچے اور حق اصول پر اعتراض کرتے ہوئے کیوں نہیں شرماتے ۔

خطبۂ جمعہ

فرمانبرداری اختیار کرو

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۵ ؍ جولائی ۱۹۱۹ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ ۔

معرفت نفس کیا ہے ؟

بعض صوفیاء کا قول ہے کہ جو شخص اپنے نفس کو پہچان لیتا ہے وہ اسی ذریعہ سے خداتعالےٰ کو پہچان لیتا ہے اور تصوف میں اس قول کو اتنا دخل ہے ۔ کہ تصوف کے ارکان میں سے ایک رکن ہے ۔ بعضوں نے غلطی سے اس کلمہ حکمت کے معنے یہ کئے ہیں کہ ہم خدا ہیں ہمہ اوستی کا مذہب انہی معنوں اور اسی خیال سے نکلا ہے ۔ مگر یہ نادانی ہے ۔ اس سے یہ مذہب نہیں نکلتا ہے ۔ بلکہ اس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ بندے اور خدا میں کیا فرق ہے جس نے اپنے نفس کو دیکھا ۔ اور اپنی احتیاجوں اور کمزوریوں کو پہنچانا ۔ اُسنے تکبر کو چھوڑ دیا ۔ اور اپنے خدا کی طرف جھک گیا ۔ اور جو لوگ اپنے نفس سے ناواقف ہیں ۔ ان کی یہ ناواقفیت ہی ان کو تکبر و خودپسندی کی طرف لیجاتی ہے ۔

جب انسان غور کریگا ۔ تو اس کو معلوم ہوگا کہ اس کے نفس کو کتنی احتیاجیں لگی ہوئی ہیں ۔ اور کتنی ادنیٰ ادنیٰ چیزوں کا محتاج ہے ۔ یورپ نے تکبر کیا ۔ مگر نتیجہ یہ ہوا کہ دھوبی سٹرائک کرتے ہیں ۔ نائی سٹرائک کرتے ہیں ۔ اور بڑے بڑے اُمراء تک ان کے آگے ہاتھ جوڑتے ہیں کہ جو کہو وہ ہم مانتے ہیں ۔ کوئلہ ڈالنے والے اور کوئلہ کھودنے والے سٹرائک کرتے ہیں اور حکومت والے ان کی خوشامد کرتے ہیں کہ آپ جو کہتے ہیں ۔ ہم وہی مانتے ہیں ۔ اس ذریعہ سے خدا نے یورپ کو بتایا ہے کہ انسان ہزاروں چیزوں کا محتاج ہے ۔ اور ان کا محتاج ہے ۔ جنکو وہ ادنےٰ کہتا ہے یہ نیا عقیدہ نہیں یہ نیا فلسفہ نہیں ۔ جیسا کہ آجکل نادان تعلیم یافتہ یا جاہل تعلیمیافتہ خیال کرتے ہیں ۔ بلکہ یہ ایک عذاب ہے جو خدا نے بھیجا ہے ۔ کہ ان لوگوں کا جو متکبر ہیں تکبر ٹوٹ جائے ۔

موجودہ سٹرائکیں فلسفہ نہیں عذاب ہیں

جو لوگ موجودہ سٹرائکوں کو ایک فلسفہ کہتے ہیں ۔ یا اقتصادیات کا ایک جزو قرار دیتے ہیں وہ سخت غلطی کرتے ہیں ۔ چند عرصہ میں نہ یہ فساد ہونگے نہ یہ سٹرائکیں ہونگی ۔ یہ محض عذاب کے طور پر ہیں ۔ جسطرح پہلے عذاب نہیں رہے اسی طرح یہ عذاب بھی دنیا کو ہلا کر چلا جائیگا ۔ اسمیں تو خدا نے یہ بتایا ہے کہ انسان کسقدر محتاج ہے ۔ لیکن بعض لوگ اپنی نادانی اور جہالت سے اس کا نام فلسفہ رکھتے ہیں ۔ اور اس کے نتیجہ میں خودپسندی اختیار کرتے ہیں اور اس کا نام نیا علم رکھ کر تکبر کرتے ہیں ۔ اور اپنے آپ کو بڑا بناتے ہیں ۔ اور دوسرے کی فرمانبرداری کو ہتک خیال کرتے ہیں ۔ یہ ان کی نادانی اور جہالت ہے ۔

قابل اتباع کونسی بات ہوتی ہے

یاد رکھو کہ اتباع اچھی بات کی کیجاتی ہے ۔ عذابوں کی اتباع نہیں کی جاتی ۔ لوگوں میں عادت ہے کہ بعض لوگ اگر ایک خاص قسم کا کوٹ یا قمیص یا پاجامہ پہنیں تو اور لوگ بھی اسی طرح کے کپڑے پہننے لگیں گے ۔ لیکن تم نے یہ نہیں دیکھا ہوگا ۔ کہ کہیں ہیضہ پڑا ہو ۔ اور لوگ اس خیال سے کرنے لگیں کہ ہیضہ میں مرنا بھی ایک فیشن ہے ۔ پاجامہ پہننے لگتے ہیں کہ ایک فیشن ہے ۔ لیکن جن دنوں طاعون پھوٹا ہو ایسا نہیں کرتے کہ طاعون کے کیڑے لے کر کھا جائیں اور مر جائیں ۔ ایم ۔ اے اور بی ۔ اے ہوتے ہیں لیکن انفلوئنزا میں مرنا شروع نہیں کرتے کہ ہماری اولاد اس کا فخر کریگی ۔ کہ ہمارے بڑے انفلوئنزا میں مرے تھے ان کو کیوں نہیں فیشن کی طرح اختیار کرتے ۔ اسلئے کہ وہ محسوس کرتے ہیں کہ انفلوئنزا ایک عذاب ہے ۔

متکبروں کا انجام

جس طرح یہ امراض ایک جسمانی عذاب ہیں ۔ اسی طرح تکبر ایک رُوحانی عذاب ہے ۔ لوگ جسمانی عذاب کی نقل نہیں کرتے رُوحانی کی کرتے ہیں ۔ جو لوگ تکبر کرتے ہیں ۔ ان کی ایسی ہی مثال ہے ۔ جیسا کہ چیتا اپنی زبان کو کسی کھُردری چیز پر گھسے ۔ اور اس میں سے خون نکلے ۔ اور وہ اس کو چاٹے اور خیال کرے کہ کیا مزا آتا ہے ۔ اگرچہ اب وہ مزا لیتا ہے ۔ لیکن درحقیقت وہ اپنی زبان کھا رہا ہے ۔ کچھ مدت تو مزا آئے گا ۔ اور نتیجہ اس کی موت ہوگی ۔

جماعت کو نصیحت

مَیں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں ۔ کہ وہ اچھی باتوں کو اخذ کریں ۔ جو باتیں دین کے اور اخلاق فاضلہ کے خلاف ہوں ۔ ان کو چھوڑ دو ۔ خودپسندی کو چھوڑ دو اطاعت اسلام کے ماتحت عزت کی چیز ہے اسپر قدم مارو ۔ اور تکبر ایک ایسی بلا ہے ۔ جو تمہیں خطرناک گڑھوں میں گرا دیگی ۔

جسمیں اطاعت نہیں وہ مسلم نہیں ۔ جو مسلم نہیں وہ مؤمن نہیں ۔ جو مؤمن نہیں وہ کافر ہے ۔ خواہ وہ احمدی ہی کہلاتا ہو ۔

"مسئلۂ تکفیر" اور خلاصۃ العقائد

مولٰنا عبدالماجد صاحب بدایونی جواب دیں

مولٰنا عبدالماجد صاحب بدایونی کی تصنیف کردہ کتاب خلاصۃ العقائد اسوقت ہمارے پیش نظر ہے جس کے صفحہ ۵۴ پر ذیل کی عبارت مرقوم ہے :-

"اور یہ بھی ہمارا اعتقاد ہے کہ خارجی جنہوں نے حضرت مولٰی اور دیگر صحابہ کی تکفیر کی وہ خاطی اور کسی شبہ سے حق سے خروج کرنے والے نہ تھے بلکہ وہ حق کے دیدہ و دانستہ دشمن باطل کے طرفدار دین سے بیزار تھے گمراہ تھے باایںہمہ حضرت مولٰی نے ان کی تکفیر نہیں کی اسی وجہ سے ہم بھی کافر نہیں سمجھتے۔"

اسوقت ہم اس پر کوئی تفصیلی بحث کرنا نہیں چاہتے چند امور خود مصنف کتاب جناب مولٰنا عبدالماجد صاحب بدایونی سے دریافت کرتے ہیں امید ہے کہ مولٰنا موصوف ساکت عن الحق نہ ہو کر جواب باصواب سے ہمیں مطلع فرمائینگے۔ امور قابل غور دریافت طلب یہ ہیں :-

(۱) یہ جو مسلّم ہے کہ مسلم کو کافر کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے اسکے موافق حضرت مولٰی علی کرم اللہ وجہہ نے ان خارجیوں کی تکفیر کیوں نہ کی جنہوں نے حضرت مولٰی اور دیگر صحابہؓ کی تکفیر کی تھی۔ اس کا راز کیا ہے۔ اس حقیقت پر کامل روشنی ڈالی جائے ٭

(۲) وہ خارجی صرف "خاطی اور کسی شبہ سے حق سے رجوع کرنے والے نہ تھے بلکہ وہ حق کے دیدہ و دانستہ دشمن باطل کے طرفدار۔ دین سے بیزار تھے۔ مزید براں یہ کہ حضرت مولٰی اور دیگر صحابہ کے مکفر تھے۔ جب انکی یہ تمام حیثیات مدنظر رکھی جائیں تو یہ سوال اور بھی اہم اور زیادہ قابل غور ہو جاتا ہے کہ باوجود ان حالات کے کیوں حضرت مولٰی رضی اللہ عنہ نے اپنے اور دیگر صحابہ کے مکفرین کی تکفیر نہ کی۔

(۳) کیا اس واقعہ نے یہ نہیں بتادیا کہ حضرت مولٰی رضی اللہ عنہ اس کے قائل نہیں تھے کہ "مسلم کو کافر کہنے سے کافر ہو جاتا ہے۔"

(۴) اس مسئلہ کے ثبوت میں کہ "مسلمان کو کافر کہنے والا کافر ہو جاتا ہے۔" حدیث من قال لاخیہ المسلم کافرٌ فقد باء بہ احدھما - جو پیش کی جاتی ہے حضرت مولٰی رضی اللہ عنہ کے فعل و عمل سے اسکی توفیق ومطابقت کیونکر ہو گی ؟

(۵) مولٰی علی رضی اللہ تعالٰی عنہ اس کے قائل نہ تھے کہ "مسلمان کو کافر کہنے والا کافر ہو جاتا ہے۔" ورنہ کیوں اپنے اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کے تکفیر کرنے والوں کو کافر نہ ٹھیرایا جیسا کہ خلاصۃ العقائد میں لکھا ہے کہ

"باایںہمہ حضرت مولٰی نے انکی تکفیر نہ کی۔"

اب سوال یہ ہے کہ علماء زمانہ کیوں اپنے مکفرین کی تکفیر کرتے ہیں ؟

(۶) جو خلاصۃ العقائد میں آپ تحریر فرماتے ہیں کہ "یہ ہے گروہ مبارک اہلسنت کا مذہب جو تعلیم کیا مجھکو میرے شیخ وجدّ و استاذ حضرت سید العلماء مولٰنا الحاج القاضی شاہ مطیع الرسول محمد عبدالمقتدر القادری بدایونی نے لازالت شموس برکاتہم علینا لامعات۔"

ہم نے جو آپ کی اس عبارت میں تین جگہ تین نمبر لگائے ہیں۔ اس سے یہ تین نتیجے روشن اور ثابت ہوتے ہیں :-

(۱) حضرت مولٰی علی کرم اللہ وجہہ کا عملی فتوٰی کہ مسلمان کو کافر کہنے والا کافر نہیں ہوتا یہی اہلسنت کا مذہب ہے۔

(۲) یہی آپ کا بھی مذہب ہے جو آپ کو حضرت مولٰنا عبدالمقتدر صاحب نے تعلیم کیا ٭

(۳) یہی خود حضرت مولٰنا کا مذہب تھا کہ "مسلمان کی تکفیر کرنے والا کافر نہیں ہو جاتا۔"

(۷) حضرت مولٰی علی رضی اللہ عنہ کا عملی فتوٰی کہ "مسلمان کی تکفیر کرنے والا کافر نہیں ہوتا۔" آپ کو بھی مسلّم ہے جیسا کہ آپ تحریر فرماتے ہیں کہ :-

"باایںہمہ حضرت مولٰی نے ان کی تکفیر نہیں کی۔"

یعنی مولٰی علی رضی اللہ عنہ نے حق کے دیدہ و دانستہ دشمن باطل کے طرفدار دین سے بیزار۔ دیگر صحابہ اور حضرت مولٰی کی تکفیر کرنے والے خارجیوں کی تکفیر نہیں کی۔ پھر آپ اس مسئلہ سے اظہار موافقت کے لئے تحریر فرماتے ہیں :-

"اسی وجہ سے ہم بھی کافر نہیں سمجھتے۔"

اب یہ خیال کہ "مسلمان کو کافر کہنے والا کافر ہو جاتا ہے۔" آپ کی اس تحریر سے غلط ثابت ہوتا ہے یا نہیں۔ آپ فرمائیے کہ آپکے پاس اس کا کیا جواب ہے۔ ایک بہادر محقق کی طرح اہل دنیا سے خائف نہ ہو کر اس پر روشنی ڈالئے ٭

منتظر جواب "ابو محمد محفوظ الحق علمی۔" دارالامان

اہل حدیث اور ہم سے مناظرہ کیلئے تیار ہو

یہ تاب یہ مجال یہ طاقت نہیں اسے

اہل حدیث ۲۷- جون میں لفظاً تو یہ لکھدیا گیا ہے کہ دعوت مباحثہ منظور۔ مگر معنیً یہ عنوان صریحاً غلط ہی دروغ گوئم برروئے تو۔ خود ہی لکھتے ہیں۔ "ہم نے دونو پارٹیوں کو چیلنج دیا تھا" اور اب خود ہی "دعوت مباحثہ منظور" لکھ کر یہ جتانا چاہتے ہیں کہ گویا ہم نے کوئی چیلنج دیا تھا جسے اہل حدیث نے منظور کر لیا ہے ٭

پھر ہم نے جن الفاظ میں چیلنج منظور کیا تھا ان کا تو ذکر تک نہیں کیا اور خود ہی مدعی بن بیٹھے اور خود ہی ایک شرط کا اضافہ بھی کر دیا ہے جس کی نسبت وہ خوب جانتے ہیں کہ ہم کسی صورت میں بھی منظور نہیں کر سکتے۔ کیونکہ مذہب میں حق پر ہونے کا فیصلہ تو اللہ ہی کرنے کا حق رکھتا ہے۔ دیکھئے ۱۰- مئی کے الفضل میں یہ عبارت ہے "یاد رکھئے آپ منکر ہیں اور منکر مدعی نہیں بن سکتا۔" باوجود اس کے آپ مدعی بن کر پہلے اور پچھلے پرچے کا حق اپنے لئے محفوظ کرنا چاہتے ہیں اور لطف یہ ہے کہ یہ اقرار بھی اسی مضمون میں کر لیا ہے کہ قادیانی پارٹی مدعی نبوت مرزا ہے۔ پس جب ہم مدعی نبوت مرزا (علیہ السلام) کو ہیں تو ان کا دعوٰی پہلے پیش کرنا بھی ہمارا ہی حق ہونا چاہیئے اور اس صورت میں پچھلا پرچہ بھی ہمارا ہی ہو گا۔

یہ ایک انصاف کی بات ہے۔ باقی رہا منصف جو فیصلہ کرے۔ کہ فلاں فریق حق پر ہے اور غالب۔ سو یہ امر ہر شخص کے ضمیر پر چھوڑنا چاہیئے۔ منصف کو تو یہ پوزیشن حاصل ہی نہیں ہو سکتی ہے۔ کیونکہ منصف اگر احمدی یا اہل حدیث ہے۔ تو وہ ایک فریق مقدمہ ہے اس لئے وہ منصف نہیں بن سکتا۔ اور اگر کوئی اور مذہب رکھتا ہے۔ تو جو فیصلہ وہ دیتا ہے۔ اگر وہ حق ہے تو سب سے پہلے اس پر تبدیل مذہب واجب ہے۔ کیونکہ انشراح صدر سے جس نتیجہ پر وہ پہنچا ہے۔ اس پر اسے خود بھی یقین ہونا چاہیئے۔ اور ایمان لانا لازم ہے اور اگر کہا جائے۔ کہ وہ صرف فریقین کی دی ہوئی دلائل پر فیصلہ لکھنے والا ہے۔ تو اس امر کے ثبوت کیلئے کہ واقعی ہر قسم کے تعصب سے الگ ہو کر دیانت و صداقت سے فیصلہ کرتا ہے۔ کوئی برہان چاہیئے جو مؤکد بہ عذاب قسم ہے۔ جس کے لئے مدت مقررہ تک انتظار کرنا ہوگا۔ اگر مذہب میں اس قسم کا منصف جائز ہے تو اس پر قرآن مجید و حدیث صحیح سے دلیل لائے (اکمل)

النظر

تفسیر سورہ اخلاص

حضرت اقدس نے اپنی مقدس کتاب حقیقۃ الوحی میں ایک مقام پر لکھا ہے کہ اصل توحید نبی کے ذریعہ ظاہر ہوتی ہے۔ نبی ہی لوگوں کو موحد بناتے ہیں۔ سورۂ اخلاص وہ سورہ ہے جسمیں تمام دیگر مضامین سے قطع نظر بالخصوص توحید ہی بیان کی گئی ہے۔ اس میں جو کچھ ہے۔ اور جس طریق پر بیان ہوا ہے۔ وہ اعجاز ہے۔ اس کتاب میں مفصلاً درج ہے.... کہ کس کس شان سے اس مضمون کو اس مختصر سورۃ میں بیان کیا گیا ہے۔ کتاب زیر ریویو جناب شاہزادہ محمد عبد المجید خان صاحب احمدی لدھیانوی کی تالیف ہے۔ آپ نے اس سورۃ کے معجزہ ہونے اور تمام توحید کی شقوں پر حاوی ہونے کو بیان میں اسے لکھا ہے اور مخالفین کو دعوت دی ہے۔ کہ وہ اپنی اپنی مذہبی کتابوں میں سے ایسے مہتم بالشان مضمون کو اسقدر مختصر اور بطریق احسن بیان کرنے والی آیت یا متن پیش کریں ۴۴

رسالہ تذکرہ یونس پر تنقید

از جناب مولانا حافظ روشن علی صاحب

ناظرین! گذشتہ نمبر میں تمہید کا حال دیکھ چکے ہیں۔ اب جن امور پر مصنف نے تمہید کے بعد قلم اٹھایا ہے۔ ان کو بھی ملاحظہ فرمائیں۔ اور دیکھیں کہ حق کی مخالفت کرکے انسان ایسے اتھاہ گڑھے میں گرتا ہے۔ کہ پھر اُسے نکلنے کا کوئی راستہ معلوم نہیں ہوتا۔ "ظلمات بعضها فوق بعض" کے مشابہ اسکے حالات ہوتے ہیں :-

قولہ۔ اس مختصر تمہید کے بعد تمام مسلمانوں سے عموماً اور جماعت احمدیہ سے خصوصاً گذارش ہے کہ اگر مرزا صاحب کو مان لیا جائے کہ خوارق عادات کے دیوتا اور پیشگوئی کے پیکر مجسم تھے۔ اور قصیدہ اعجازیہ اور تفسیر فاتحہ ان کی بے نظیر ہے۔ اور کوئی اس کی مثل نہیں لا سکتا۔ تو کیا ان کے محض یہی کارنامے ان کی نبوت کی نشانی قرار پا سکتے ہیں۔"

اقول۔ اس میں کیا شک ہے۔ کہ جب ایک انسان دعوے نبوت کے ساتھ تحدی کرے کہ میرے صدق دعوے کی دلیل یہ بے مثل کلام ہے یا وہ پیشگوئیاں ہیں جو خدا تعالےٰ نے غیب کے خزانہ سے مجھے عطا کی ہیں تو ضرور ایک امر یعنی پیشگوئیاں کرنا اور بے مثل کلام کا پیش کرنا۔ اسکے صدق دعوے پر مستقل دلیل ہے۔ جنکے ہوتے ہوئے اس کو ضرور سچا ماننا ہوگا اگرچہ اس کے صدق دعوے کے لئے ہزاروں دلائل ہوں۔ لیکن یہ دو دلیلیں اپنی جگہ ایسی مستقل ہیں کہ ان کے پائے جانے کے بعد کسی اور دلیل کی حاجت نہیں رہ جاتی۔ حضرت مرزا صاحب کے تمام اقوال اور افعال اور حالات آپکے دعوے کی سچائی ثابت کر رہے ہیں۔ لیکن تفسیر سورہ فاتحہ اور قصیدۂ اعجازیہ وہ تو زبردست برہان ہیں۔ جن سے حضرت مسیح موعود کا تعلق اس ذات سے ثابت ہو جاتا ہے۔ جو عالم الغیب اور قرآن کو نازل کرنیوالی ہے۔ اگر خوارق اور پیشگوئیاں اور بے مثل کلام خدا تعالےٰ کی طرف سے ہونے کی دلیل نہیں تو پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے اور دیگر انبیاء کے لئے اللہ تعالےٰ نے انہی نشانات کو کیوں بیان فرمایا ہے۔ اور کیوں یہ کہا ہے کہ اگر وہ اس کی مثل لانے سے عاجز ہو دیں تو تم یقین کرو۔ کہ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے :

قولہ۔ کیا مرزا صاحب کے سوا کوئی اور ایسا نہیں ہوا جس نے پیشگوئیاں کی ہوں۔ اور اپنے کلام کے بے نظیر ہونے کا مدعی ہو۔ تو کیا مرزا صاحب ان سب کو نبی مان لینگے۔ اور اگر وہ نبی نہیں تھے۔ تو پھر مرزا صاحب اور ان میں کیا فرق ہے ؟

اقول۔ ایسے شخص کی کوئی نظیر پیش کی ہوتی۔ جس نے خدا تعالیٰ کی طرف سے ہونے کا دعوےٰ کرکے پیشگوئیاں کی ہوں۔ اور پھر اس کی پیشگوئیاں پوری بھی ہوئی ہوں اور اسی طرح بے مثل کلام اس نے پیش کیا ہو۔ اور پھر اس کی نظیر پیش کرکے دنیا نے اس کی تحدی کو نہ توڑا ہو۔ تو بات تھی۔ لیکن جب تک ایسی نظیر پیش نہ کیجاوے۔ اور محض وہم سے کہدیا جاوے کہ اگر ایسے شخص پائے جائیں۔ تو کیا تم ان کی نبوت کو مان لوگے بالکل بیہودہ بات ہے۔ لیکن ہم کہتے ہیں۔ بیشک اگر ایسے شخص پائے جائیں کہ وہ خدا تعالےٰ کی طرف سے ہونے کا دعوے کریں۔ اور جو کلام وہ پیش کریں۔ وہ بے مثل ہو۔ تو ہم ان کو یقیناً سچے مان لینگے۔ کیونکہ اگر ہم ان کو نہ مانینگے۔ تو پھر قرآن کریم پر ہمارا ایمان کیونکر رہے گا۔ چونکہ ایسے اشخاص سوائے راستبازوں کے پائے ہی نہیں گئے۔ لہذا فرق کا سوال غلط ہے۔

قولہ۔ نبی کا جو اصلی کام ہے یعنے گمراہ کو راہ دکھانا اور نور حکمت پھیلانا۔ اس میں مرزا صاحب نے کسقدر حصہ لیا۔ اور کتنے بے راہوں کو راستہ پر لگایا۔ اور وہ کیا نور و حکمت ہے۔ جسے مرزا صاحب نے پھیلایا۔

اقول۔ جسقدر انبیاء علیہم السلام کا ذکر قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں ہے۔ حضرت مرزا صاحب کے اتباع انمیں سے کسی کے اتباع سے کم نہیں گو جیسا کہ

انبیاء سابقین کے اعداء اون کے اتباع کو اراذل کہکر انبیاء علیہم السلام کی مساعی جمیلہ پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرتے رہے ۔ اور ان کی خدمات کو انہوں نے کبھی تسلیم نہ کیا ۔ اور نہ ان کی فضیلت کے معترف ہوئے ۔ اسی طرح آپ سے بھی انہیں عذرات کے سننے کی ہمیں توقع ہے ۔ لیکن اگر آپ نظر انصاف سے حضرت مسیح موعودؑ کے مساعی جمیلہ پر توجہ کرینگے ۔ تو آپ کو معلوم ہو گا کہ حضرت مسیح موعود کی مساعی کا نتیجہ سینکڑوں کفار کا مسلمان ہونا اور ہزاروں بے راہوں کا راہ پر آنا اور لاکھوں غافل مسلمانوں کو ان کی غفلت سے بیدار کر کے نئے سرے سے ان میں اسلامی رُوح پھونکنا ہے ۔ پھر مشرق مغرب میں اسلام کا ڈنکا بجانے والی جماعت جو کہ رات دن اسلام کی خدمت کے لئے کمربستہ اور اعدائے ملت کے لئے سینہ سپر ہو ۔ بجز حضرت مسیح موعود کی جماعت کے اور کون ہے ؟ پھر حضرت مسیح موعود نے اسّی کے قریب اپنی کتب تصنیف کیں ۔ اور سینکڑوں اشتہار شائع کئے ۔ اور مسلمانوں کے ہاتھ میں یہ ایسے ہتھیار دیدئے ۔ جن کو وہ لیکر کسی مذہب کے سامنے شرمندہ نہیں ہو سکتے ۔ بلکہ فتح پا سکتے ہیں ۔ آپ کہاں تک دنیا کی آنکھوں میں خاک جھونکیں گے ۔ اب جماعت احمدیہ آپکے مخالفین کے گرد و غبار اڑانے سے پوشیدہ نہیں ہو سکتی ۔ اس کی طلعت سے ادنٰے اور اعلےٰ مطلع ہو چکے ہیں ٭

قولہ ۔ مسلمانو! اگر سچائی اور انصاف سے غور کرو گے اور اس معیار نبوت پر مرزا صاحب کو جانچو گے ۔ تو پھر تم بھی وہی فیصلہ کرو گے جس کی خبر خود سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی ہے ۔

اقول ۔ غور کرنیوالوں نے غور کیا ۔ اور سوچنے والوں نے خوب سوچا ۔ جنہیں علماء اور فضلاء اور ہر طبقہ کے تعلیمیافتہ اور مدبرین ہیں ۔ آخر ان کا یہی فیصلہ ہوا کہ حضرت مرزا صاحب حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی مہدی اور مسیح اور مجدد کے مصداق ہیں اور دجالی فتنہ کو پاش پاش کرنے کے لئے خدا تعالےٰ کی طرف سے رسول اور نبی ہیں ٭

قولہ ۔ مسلمانو! یہ خوب سمجھو کہ نبی کی بڑی نشانی اور اس کی صداقت کی دلیل اس کے اقوال ۔ اس کے احوال ۔ اس کے افعال ہیں ۔ جس کا قول ۔ فعل ۔ حال اس کی نبوت کی تصدیق پر مجبور کرے ۔ وہ واقعی نبی ہے ۔ اور تمہیں انصاف کرو ۔ کہ جو اپنے اقوال میں جھوٹا ۔ معاملات میں خود غرض اور دغاباز ہو ۔ تو کیا ایسا شخص نبی ۔ مہدی ۔ مسیح کے گرامی عہدہ کا اہل ہے ۔ میرے نزدیک ہر ایک سچا خدا پرست ۔ راستی کا طالب اس کا جواب نفی میں دیگا ٭

اقول ۔ اس میں کیا شک ہے ۔ کہ اقوال کا صادق ہونا اور اعمال کا صالح ہونا ۔ اور اخلاق کا فاضل ہونا نبوت کے لئے لازم ہے ۔ لیکن ان امور کو پرکھنے کے لئے ایک معاند منکر بدظنی کا پتلا جس کی نگاہ میں ہر ہنر عیب دکھائی دیتا ہے ۔ اس کی رائے معیار قرار نہیں دیجا سکتی ۔ ورنہ کہنے والے اصدق الصادقین اکمل الکاملین سید المرسلین خاتم النبیین کی شان میں بھی هذا ساحر كذاب ان هذا الا اختلاق ۔ ان هذا الا افك مفترى کی صدائیں بلند کرتے رہے ہے ۔ اور ہمارے کا اپنی فضیلت پہلے سمنے والا ڈاکو اور ڈاکوؤں کا یار ۔ شہوت پرست کہنے والے ملاعین اب تک موجود ہیں ۔ پس کسی نبی کی تصدیق کے لئے کوئی شخص مجبور نہیں ہو سکتا ۔ ورنہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کے لئے کل دنیا مجبور ہو جاتی ۔ نبیوں کا تصدیق کرنا اور اون پر ایمان لانا چونکہ رضاء الٰہی کا موجب ہے ۔ اس لئے بہت بڑی سعادتمندی اور خدا تعالےٰ کا فضل انسان کو اس مقام پر پہنچاتا ہے ۔ اگر ذرا بھی کبر انسان کے اندر ہو ۔ تو ایمان اس کے قلب میں جاگزین نہیں ہو سکتا ۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ساصرف عن اٰياتى الذين يتكبرون فى الارض بغير الحق وان يروا كل اٰية لا يؤمنوا بها وان يروا سبيل الرشد لا يتخذوه سبيلاً و ان يروا سبيل الغى يتخذوه سبيلاً ۔ کہ میں اپنے نشانات سے ہٹا دیتا ہوں ۔ ان لوگوں کو جو ناحق زمین پر تکبر کرتے ہیں ۔ اگر وہ تمام معجزات دیکھیں ۔ تو بھی اُن پر ایمان نہ لائینگے ۔ اگر وہ نیکی کا راستہ دیکھیں ۔ تو اسے راہ نہیں بنائیں گے ۔ ہاں اگر گمراہی کجی کی راہ پائینگے ۔ تو اس کو اپنی راہ تجویز کرینگے ٭

پس اے تذکرہ یونس کے مصنف ! جبکہ آپ منکرین معاندین میں سے ہیں اور بدظنی آپ کا شیوہ ہے اور پھر آپ متکبر بھی ہوں ۔ تو کیونکر آپ کی آنکھوں سے پردہ اُترے ۔ تا آپکو وہ نشانات اور تائیدات اور حُسنِ اخلاق اور حُسنِ معاملہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا نظر آوے ۔ جو ان کے شامل حال ہے ٭

قولہ ۔ اگرچہ جس طرح نبی کے اقوال و افعال وغیرہ اس کی سچائی کے لئے دلیل ہیں ۔ دیکھو نبی عربی رُوحی فداہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مسجد کے حجرے میں سکونت اختیار فرمائی ۔ مسجد خام کھجور سے بنی ہوئی تھی ۔ دو وقت متواتر پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا ۔ اکثر جو کا استعمال فرماتے ۔ اور وہ بھی بلا چھانے ہوئے ۔ اہل حق مرزا صاحب کے حالات کو اس معیار نبوت پر پیش کریں ۔ جسطرح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالات نبوت اور صداقت کی روشن علامات ہیں ۔ اسی طرح مرزا صاحب کے اقوال ۔ افعال اور احوال انکی گمراہی اور باطل پرستی کی کھلی علامات ہیں ٭

اقول ۔ ما اجاد القائل عدو عاقل خيرٌ من صديق جاهل ۔ کسی کہنے والے نے کیا خوب کہا ہے ۔ کہ دانا دشمن نادان دوست سے بہتر ہے ۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی علامات نبوت میں سے اور آپ کے شاندار حالات میں سے تو اس نادان مصنف تذکرہ کو کچھ نظر نہیں آیا ۔ اسلئے اپنے پاس سے ایک بات گھڑ کر اس کو علامت نبوت قرار دیدیا ۔ کوئی دانا منصف مزاج اس شخص کے اس سخن پر غور کرے ۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد کے حجرے میں سکونت اختیار کی ۔ کیوں صاحب اسی حجرے میں آپ نے نو بیویاں رکھی ہونگی ۔ اسی حجرے میں آپ کے پاس مہمان ٹھہرتے ہونگے ۔ اسی حجرے میں ساکین و یتامیٰ کی خبرگیری ہوتی ہو گی ؟ اس نادان نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو سید السادات

ہیں۔ آج کل کے ایک ایسے طالب علم درویش کی طرح قرار دیا ہے۔ جو مسجد کے ساتھ ایک چھوٹی سی کٹیا میں رہتا ہو۔ جسمیں گھڑے اور لوٹے اور مسجدوں کے ڈول وغیرہ دھرے جاتے ہیں۔ حالانکہ اصل بات یہ ہے کہ مدینہ شریف میں آپ نے خود مسجد بنوائی اور ہر ایک بیوی کے لئے الگ مکان بنایا۔ اپنے رہنے کے لئے بالاخانہ بنایا۔ اور اسوقت وہاں کی رہایش کے لحاظ سے جو میسر آیا۔ اس سے بہتر سے بہتر انتظام کیا۔ مدینہ کی خوراک جو اعلیٰ کھجوریں اور گوشت اور دودھ اور شہد اور مسکہ۔ انگور تھی آپ نے تمام چیزیں کھائیں۔ گندم وہاں ہوتی ہی نہ تھی۔ یہ بعد میں آئی۔ پھر ایک ایک وقت میں آپ نے سو سو اونٹ ذبح کیا۔ اور آپ نے بکری کی چار رانیں کھائیں۔ یہ نادان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نقشہ ہندو جوگیوں یا عیسائی راہبوں کا سا کھینچنا چاہتے ہیں۔ پھر کیا مخالفوں نے یہ اعتراضات انبیاء علیہم السلام پر نہ کئے کہ مالھذا الرسول یاکل الطعام ویمشی فی الاسواق۔ یہ کیسا رسول ہے۔ جو کھانا کھاتا ہے۔ اور بازاروں میں چلتا ہے"۔ بات یہ ہے کہ جب کوئی راستباز سے مخالفت کرتا ہے۔ تو اسکے دل میں ایسا باطل جاگزین ہو جاتا ہے۔ کہ اس کے ہر ہر قول سے اس کی بدبو آتی ہے۔ حضرت سلیمان ؑ کے متعلق جن کے شیش محل کا ذکر قرآن کریم میں ہے معلوم نہیں یہ نادان کیا خیال کرتے ہونگے؟ کیا ان کو نبوت سے معزول کر چکے ہونگے۔ اتنا غور نہیں کرتے کہ انبیاء علیہم السلام کو اور دیگر اللہ تعالےٰ کے مخلص بندوں کو کھانے اور پہننے کے متعلق اللہ تعالےٰ کا کیا حکم ہے۔ خدا تعالےٰ تو فرماتا یا ایھا الرسل کلوا من الطیبات واعملوا صالحاً۔ قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبات من الرزق۔ قل ھی للذین اٰمنوا فی الحیوۃ الدنیا خالصۃً یوم القیامۃ"۔ یا ایھا الذین اٰمنوا کلوا من طیبات ما رزقناکم واشکروا للہ ان کنتم ایاہ تعبدون۔ یا ایھا الذین اٰمنوا لا تحرموا طیبات ما احل اللہ لکم۔ اے انبیاء کے گروہ تم اعلےٰ کھانے کھاؤ۔ بہتر کام کرو۔ کہدے کس نے حرام کی خدا تعالےٰ کی پیدا کی ہوئی زینت جو اس نے اپنے بندوں کے لئے موجود کی اور کس نے حرام کئے اعلےٰ کھانے۔ وہ تو دنیا میں مومنوں کے لئے ہیں۔ قیامت کے دن تو محض مومنوں کو ہی نصیب ہونگے۔ اے ایماندارو! نہایت پاکیزہ کھانے کھاؤ اور خدا کا شکر کرو۔ اگر تم اس کی فرمانبرداری کرنے ہو اے ایمان والو! جو خدا نے تمہارے لئے حلال کیا ہو ان پاکیزہ اور ستھری چیزوں کو تم کیوں حرام ٹھہراتے ہو اب ہم پوچھتے ہیں اے تذکرہ یونس کے مصنف! تم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو قرآن کریم کے مقرر کردہ اصول کے خلاف چلنے والا بتاتے ہو۔ پھر اس کو زبردست دلیل نبوت ٹھہراتے ہو۔ اگر دنیا کی نعمتوں سے محروم رہنا اور باوجود میسر آنے کے نعم اللہ سے فائدہ نہ اٹھانا یہی علامت نبوت ہے۔ تو مسیحی راہب اور ہندو جوگی اور سنیاسی اس علامت میں ایسے بڑھ کر نکلینگے۔ کہ انبیاء علیہم السلام میں ان کی نظیر نہ پائی جاویگی کیا تم نے نہیں دیکھا کہ وہ موسم سرما میں راتوں پانی میں کھڑے گذارتے۔ اور سخت گرما کے موسم میں اپنے گرداگرد آگ کی دھونیاں رماتے۔ زینت سے وہ اتنے دور رہتے۔ کہ سوائے ایک لنگوٹ کے اپنے اوپر کوئی کپڑا نہیں رکھتے۔ ندیوں کے کناروں اور پہاڑوں کی کھوہوں میں رات دن تپیا اور پرارتھنا میں سمادھی لگائے بیٹھتے ہیں۔ لیکن کسی نبی کے حالات ایسے نہیں۔ پس ان کو انبیاء سے بڑھ کر ماننا چاہیئے +

خدا پرست اور فرمانبردار بچہ

احباب کرام کو معلوم ہے کہ جناب ماسٹر احمد حسین صاحب احمدی فریدآبادی مالک کتب خانہ فریدآبادی قادیان نے اس اہم ضرورت کو محسوس فرما کر احمدیوں کی آیندہ نسل میں بھی تعلیم و تربیت و دین و اخلاق کی بہت ضرورت ہے۔ محض بچوں اور بچیوں کے لئے ایک ماہوار رسالہ بنام "اتالیق" قادیان سے جاری فرمایا ہے۔ اس رسالہ پر ریویو الفضل میں شائع ہو چکا ہے۔ اس کا اشتہار بھی انہیں صفحات میں آپ کی نظر سے گذرتا رہتا ہے اسوقت اس پر کوئی ریویو کرنا مقصود نہیں کیونکہ جناب ماسٹر صاحب کا تعلیمی ضروریات سے آگاہ ہونا اور اساتذہ مدارس کا اس کو پسند کرنا اس کے ایک اعلےٰ درجہ کا رسالہ ہونے کی کافی دلیل ہے لیکن احمدی احباب نے جیسا کہ واقعی طور پر چاہئے تھا اسکی قدر نہیں کی۔ ہمارے نزدیک یہ رسالہ بچوں کے لئے صحیح معنوں میں ایک بہترین دوست اتالیق ہے۔ اب تک اس کے تین نمبر شائع ہو چکے ہیں۔ دوسرا اور تیسرا نمبر مجموعہ کی صورت میں شائع ہوا ہے۔ اس میں خاکسار کا بھی ایک مضمون درج ہے۔ جسے جناب ماسٹر صاحب نے ذیل کے نوٹ کے ساتھ شائع کیا ہے۔

"اس نمبر کے آخر میں ایک قابل قدر اور مفید و مؤثر مضمون "خدا پرست اور فرمانبردار بچہ" کی سرخی سے درج کیا جاتا ہے۔ جو خاکسار کے بڑے مخلص دوست اور دلی ہمدرد برادر عزیز مولوی مہر محمد خان صاحب نائب ایڈیٹر الفضل نے کمال مہربانی سے اتالیق کے واسطے لکھا ہے۔ خدا تعالےٰ انھیں اس کا بڑا بھاری اجر عطا فرماوے۔ آمین۔ یہ مضمون انشاءاللہ کئی نمبروں میں ختم ہوگا۔ اللہ پاک کے حضور دعا ہے کہ احمدی بچوں کے حق میں خان صاحب موصوف کی یہ تحریر توقع سے زیادہ فائدہ پہنچانے اور اثر ڈالنے والی ہو۔ آمین"۔ +

میں اتالیق سے ذیل میں درج کرتا ہوں - اس رسالہ میں جسقدر مضامین ہیں وہ تمام نہایت دلچسپ اور بچوں کے مختلف تعلیمی مدارج کے مطابق ہیں -

(فقیر شہاب احمدی)

(۱)

جب خدا کے پیارے اور پاک بندے حضرت ابراہیم علیہ السلام بہت بوڑھے ہو گئے - تو آپ نے اللہ تعالے کے حضور دعا کی کہ اے میرے خدا مجھ کو نیک بچہ عطا فرما اللہ تعالی نے آپ کی دعا سنی - اور آپ کو ایک لڑکا دیا جس کا نام آپ نے اس دعا کی وجہ سے اسمٰعیل رکھا جس کے معنے ہیں "خدا نے میری دعا کو سن لیا" یعنے یہ بیٹا دعا کے قبول ہونے کا نتیجہ ہے - حضرت ابراہیم نے اس بچہ کا نام اسمٰعیل اس لئے رکھا کہ جب بچہ نظر پڑے یا بچہ کا نام زبان پر آئے - تو ان کو یاد آجائے کہ ابراہیم کا خدا ایسا قدرتوں والا اور دعاؤں کا سننے والا اور اپنے پیاروں اور عبادت گذاروں پر بڑے بڑے انعام کرنیوالا خدا ہے

(۲)

دن کے مہینے اور مہینوں کے سال بن بن کر حضرت ابراہیمؑ کے ننھے منے بچے اسمٰعیل پر گذرنے لگے وہ بچہ جو کل ماں کی گود میں خوشی سے کلکاریاں مارتا اور اپنی غوں غاں سے بوڑھے ماں باپ کو خوش کیا کرتا تھا - اب اس قابل ہو گیا کہ جب حضرت ابراہیم باہر جائیں - تو وہ بھی دوڑتا ہوا آپ کے ساتھ ہوتے اور چھوٹے چھوٹے کاموں میں اپنے بوڑھے باپ کا خوشی خوشی ہاتھ بٹاتے -

ابراہیم کے گھر کا چراغ اسمٰعیل سچ پوچھو تو دنیا بھر میں اُجالا کرنے والا آفتاب نکلا - اپنی سعادتمندی اور نیک اطواری سے باپ کی آنکھوں کا نور اور ماں کے کلیجہ کی ٹھنڈک تھا - بچہ ان کے سامنے پھرتا - وہ اسے دیکھ دیکھ کر خوش ہوتے اور خدا کا شکر ادا کرتے تھے -

(۳)

انہی دنوں حضرت ابراہیمؑ نے ایک خواب دیکھا - کہ میں اپنے اس اکلوتے بیٹے اسمٰعیل کو خدا کے لئے ذبح کر رہا ہوں - جب آپ جاگے - اور بیٹا سامنے آیا - تو آپ نے فرمایا - بیٹا! اللہ تعالے کا حکم ہے کہ میں اپنے ہاتھ سے تیرے گلے پر چھری پھیر دوں ٭

پیارے بچو! میں تم سے پوچھتا ہوں تم بتاؤ کہ جب حضرت ابراہیم نے اپنے پیارے بیٹے اسمٰعیل کو خدا تعالے کا یہ حکم سنایا - تو تمہارے خیال میں اس پیارے اور ہونہار بچے نے اپنے بزرگ باپ کو کیا جواب دیا ہوگا میرا خیال ہے - شاید تم جواب دو کہ اسمٰعیل نے باپ سے چھری کا نام سنکر اس ڈر سے کہ وہ چھری باپ کے ہاتھ سے کسی اور کے گلے پر نہیں میرے ہی گلے پر پھر جائیگی بھاگنے کی کوشش کی ہوگی - بلکہ مارے ڈر کے روتے ہوئے گھر کے دروازے سے نکل بھاگے ہونگے اور جی میں کہتے ہونگے - کہ میرا باپ ظالم ہے - جو مجھ کو قتل کرنا چاہتا ہے ٭

اگر تم یہ خیال کرو - تو یقیناً ایک غلطی ہوگی - اور ابراہیم کے فرزند اسمٰعیل کی سخت ہتک - کیونکہ اسمٰعیل اس باپ کا فرزند تھا - جس نے اپنی جان کیواسطے یہ پسند کیا تھا - کہ اگر وہ آگ میں ڈالا جائے - اور ٹکڑے ٹکڑے کیا جائے - تو بھی قبول - مگر یہ گوارا نہیں کہ خدا کے نام کی عزت میں فرق آئے - پھر اسمٰعیل نے اس ماں کا دودھ پیا اور اس کی گود میں پرورش پائی تھی جس نے یہ معلوم کرکے کہ خدا کا حکم ہے کہ میں ابراہیمؑ سے الگ ہو کر ایک ویران سنسان جنگل میں رہوں تو اپنی خوشی سے خدا کے لئے اس جدائی اور تنہائی کو قبول کیا - اور اس واقعہ کی یادگار میں اس خدا پرست بی بی نے "ہاجرہ" کے نام سے شہرت پائی - جسکے معنے ہیں جدائی اختیار کرنیوالی - پس اسمٰعیل کی نسبت ایسا خیال کرنا کہ وہ چھری سے ڈر گئے ہونگے - یا سر کٹنے کے خوف سے گھر سے بھاگ نکلے ہونگے باپ کو ظالم اور خدا کی شان میں بُرے بُرے خیال کرتے ہونگے - بالکل غلط ہے - کیونکہ آپ نے نہایت اطمینان اور خوشی کے ساتھ باپ کی بات سنکر کہ خدا میری قربانی چاہتا ہے کہا -

ابا جان! خدا نے آپ کو جس کام کا حکم دیا ہے کیجئے انشاء اللہ آپ مجھ کو صابر و شاکر پائینگے" ٭

(۴)

باپ چھری تیز کرکے بیٹے کو خدا کے لئے ذبح کرنے کو اور سعادتمند بیٹا خدا کی راہ میں باپ کے ہاتھ سے ذبح ہونے کو تیار ہو گئے - اور وقت آگیا - کہ خدا تعالے حضرت ابراہیم کی آزمایش کرے کہ بیٹے کی مامتا اثر غلبہ باقی ہے - یا محبت الٰہی اور وہ گھڑی آن پہنچی کہ اللہ تعالے ظاہر کرے کہ ابراہیم نے بچپن میں ہی اپنے فرزند کی کیسی تربیت کی - اور اس کے دل میں خدا کی کتنی محبت و عظمت پیدا کر دی تھی کہ خدا کے لئے تلوار کی دھار تلے گردن رکھنے کو خوشی خوشی تیار ہو جاتا ہے ٭

حضرت ابراہیمؑ نے ہاتھ میں چھری لی - اور حضرت اسمٰعیل کو زمین پر لٹا لیا - باپ نے ہاتھ اٹھایا - اور چھری کی دھار کو دیکھا - بیٹا باپ کے سامنے پڑا ہے - اور خوش ہے - کہ میں خدا کے لئے قربان ہو رہا ہوں - باپ نے دھار کی طرف سے اطمینان کیا - اور چھری کی دھار جو ابراہیم کی آنکھوں کے سامنے تھی - اب اسمٰعیل کی گردن کی طرف اس کا رخ ہو گیا - باپ کا ہاتھ جو اٹھا ہوا تھا - بیٹے کی گردن کی طرف جھک گیا - باپ نے بیٹے کی گردن کو تھاما - کہ چھری چلنے میں رکاوٹ پیدا نہو - بیٹا زمین پر لیٹا ہوا ہے - اعضاء میں کوئی لرزہ نہیں - دل میں کوئی بے چینی نہیں - آنکھوں سے خوشی ٹپک رہی ہے - چھری اور گردن کے درمیان کا فاصلہ جلد جلد طے ہو رہا ہے - فٹوں سے انچ اور انچوں سے انگل پھر انگلوں سے بھی گھٹتے گھٹتے بال برابر فرق رہ جاتا ہے - اے لو! اب تو چھری بالکل ہی گردن کے پاس پہنچ گئی - اور اسمٰعیل کے نازک گلے کو چھونے لگی ہے ٭

(۵)

آہ! کیا اب اسمٰعیل کی گردن پر واقعی چھری چل جائیگی

کیا اسمٰعیل خاک و خون میں تڑپتا نظر آئے گا؟ کیا اسمٰعیل کے خون کی چھینٹیں ابراہیم کے دامن پر پڑینگی؟ کیا ابراہیم کے ہاتھوں میں بیٹے کا سر ہوگا اور کندھوں پر اس کی لاش؟ کیا صابرہ شاکرہ بوڑہی ہاجرہ کو یہ نظارہ دیکھنا پڑے گا۔ نہیں نہیں۔ جب یہ تمام سامان ہو چکے اور آنکھ جھپکنے میں موت زندگی کا فیصلہ ہونے کو تھا۔ تو اچانک نظارہ ہی بدل گیا۔ حلیم ابراہیم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغام پہونچا۔

یا ابراھیم قد صدقت الرؤیا انا کذلک نجزی المحسنین۔ ان ھذا لھو البلاء المبین وفدینہ بذبح عظیم وترکنا علیہ فی الآخرین سلٰم علےٰ ابراھیم کذلک نجزی المحسنین

اے ابراہیم تو نے اپنے خواب کو سچ کر دکھایا۔ اور ہم محسنوں کو اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں (یعنی سخت آزمائش میں ڈالکر بھی صحیح و سلامت نکال لیا کرتے ہیں) حقیقت میں یہ بڑا کڑا امتحان تھا۔ مگر ابراہیم اور ان کے فرزند اسمٰعیل اس میں پورے اُترے۔ اور اس کی یادگار میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ ہم نے بڑی قربانی کو جاری کر دیا۔ اور ابراہیم اور اسمٰعیل کا نیک نام پچھلوں میں چھوڑا۔ سلامتی ہو ابراہیم (اور آل ابراہیم) پر (یاد رکھو کہ) جو خدا کی راہ میں ثابت قدم رہتا ہے۔ وہ ایسے ہی انعامات کا مستحق ہوتا ہے

(۲)

حضرت ابراہیمؑ نے اپنے پیارے بیٹے کے ذبح کرنے میں اپنی طرف سے کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔ اور اس سعادتمند فرزند رشید نے بھی نہایت ہی اخلاص اور خوشی کے ساتھ خدا کے فرمان کو سُنا اور قبول کیا۔ جب خدا نے ان باپ بیٹوں کو یہاں تک آزما لیا تو حکم دیا کہ ہاتھ روک لو۔ تم سچ مچ دونو ہمارے عشق میں پورے اور اس رستہ میں جان فدا کرنے کو زندگی سے زیادہ عزیز رکھنے والے ہو ٭

اِس واقعہ سے نتیجہ یہ نکلا کہ حضرت ابراہیمؑ کا لڑکا اگرچہ بڑھاپے کی اولاد تھا۔ جو عام طور پر بہت پیاری اور لاڈلی ہوتی ہے۔ اور اسی لاڈ پیار کی وجہ سے اکثر بچے بگڑ کر ہٹیلے اور نافرمان بھی ہو جاتے ہیں۔ مگر حضرت ابراہیمؑ نے ان کو ایسا اُٹھایا۔ اور شروع سے ہی اس کے دل میں خدا کی محبت و عظمت کے خیالات کو ایسا بٹھا دیا تھا کہ اس بچے نے خدا کے لئے اپنی جان دینے اور گردن کٹوانے میں بھی کچھ پس و پیش نہ کیا۔ اگر حضرت اسمٰعیل کے دل میں اول ہی نیکی و خدا پرستی کے خیالات اور فرمانبرداری کی عادت نہ ہوتی۔ تو نتیجہ اس کے برعکس ہوتا ٭

ماں باپ کا فرض ہے۔ کہ اپنے بچوں کی ہر بات کو نظر میں رکھیں۔ ان کی ہر غلطی پر جھڑکی گھُرکی اور مارپیٹ کی ضرورت نہیں۔ چشم پوشی سے بھی کام لیں گے۔ نہ اسقدر کہ وہ ظاہرا ظہور شوخی شرارت اور بیہودہ حرکتیں کریں۔ اور ماں باپ "بچے ہیں" کہکر ٹالدیں۔ چاہیئے یہ کہ ابھی جبکہ وہ ماں کی گود میں ہی ہوں۔ اچھی اچھی باتیں ان کے کان میں ڈالیں۔ بچوں کے حق میں اچھے اخلاق اور اچھی عادتیں سکھلانیوالا خود ماں باپ کا طور و طریق ہوتا ہے۔ اگر ان کی حالت اچھی ہوگی اور پھر وہ بچوں کی حفاظت بھی کرینگے۔ ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے دُعائیں بھی کرینگے۔ اور ان کو شریر و آوارہ بچوں کی صحبت میں رہنے سے روکے رکھینگے تو اللہ تعالےٰ سے اُمید ہے کہ بچے اچھے ہی اُٹھینگے

(۱۷)

سر مائیکل اوڈوائر کا عہدِ حکومت

سر فرانسس مائیکل اوڈوائر کے عہد حکومت میں جو اصلاحیں ہوئیں۔ تواریخی نقطۂ خیال سے ہم ان کو دو حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں :-

(الف) مثبت اصلاحیں (ب) منفی اصلاحیں

تواریخی اصطلاح میں ان اصلاحوں کو منفی کہتے ہیں جن کے ذریعہ سے ملک کو فتنہ و شر سے محفوظ رکھا جاتا ہے تاکہ اس میں مثبت قسم کی ترقی کا دور جاری ہو۔ کسی مکان کی عمارت کو تعمیر کرنے سے پہلے لازمی ہے کہ زمین کو صاف کیا جاوے۔ اس اُصول کی روشنی میں اگر ہم ایک مؤرخ کی حیثیت سے حضور ممدوح کے دور حکومت کا مطالعہ کریں تو وہ اپنی نوعیّت میں شاندار کامیابی سے وابستہ نظر آتا ہے۔ یہ ایک کھلا ہوا راز ہے۔ کہ ہندوستان کے دشمنوں نے جرمن سازش میں شریک ہوکر بہت سے سادہ لوح ہندوستانیوں کو سانفرانسسکو میں تیار کیا۔ کہ وہ ہندوستان میں آکر انقلاب کی تحریک جاری کریں۔ ان تارک الوطن ہندوستانیوں کا ایک کثیر حصہ پنجاب سے تعلق رکھتا۔ ہندوستان میں داخل ہوتے ہی ان کی بہت بڑی تعداد پنجاب میں آئی۔ اور اگر پنجاب کے سابق لفٹنٹ گورنر بہادر ان کے دائرہ عمل کو محدود کرنے کے لئے فوری ذرائع استعمال نہ کرتے۔ تو پنجاب میں خوفناک بدنظمی پیدا ہو جاتی۔ جب دوران جنگ میں اہل پنجاب پوری توجہ کے ساتھ سلطنت برطانیہ کی امداد میں مصروف تھے۔ ان امن شکن لوگوں نے عین نازک موقع پر کئی جگہ ڈاکے ڈالے۔ حکام کو مرعوب کیا اور انقلاب برپا کرنے کی سازش کی۔ سر مائیکل اوڈوائر نے قانون تحفظ ہند کے مطابق بہت جلدی اس خرابی کا انسداد کیا۔ جو بسرعت تمام کل صوبہ میں پھیل رہی تھی انقلاب پرستوں کی کوششوں کو غیر مؤثر کرتے ہی حضور ممدوح نے مثبت اصلاحوں کا دَور شروع کیا ٭

ان بے شمار اصلاحوں میں سے مفصلہ ذیل چند اصلاحیں ہندوستان کی بہبودی کے نقطہ خیال سے بہت اہم ہیں (الف) جرائم پیشہ اقوام کی بہبودی (ب) نہری نوآبادیوں کی ترقی (ج) رشوت ستانی کا انسداد۔ (د) مُفت پرائمری تعلیم ٭

جرائم پیشہ اقوام کی بہبودی کے لئے سر مائیکل اوڈوائر کا عہد حکومت ہمیشہ یاد رہے گا۔ اس نمایاں اصلاح کی رُو سے مختلف قسم کی مذہبی جماعتوں کو اجازت دیگئی ہے کہ وہ ان مفسدہ پردازوں کو ہدایت کریں اور انکو نیک شہری بنائیں۔ پنجاب کے مختلف حصوں میں یہ لوگ اب امن پسند پیشوں میں مصروف ہیں۔ نہری نوآبادیوں کو جو ترقی سر مائیکل اوڈوائر کے عہد میں حاصل ہوئی ہے وہ محتاج تشریح نہیں۔ لاکھوں ایکڑ بنجر اور

خشک زمین کو سیراب اور زرخیز کر دیا گیا ہے - اور یہ ناقابل تردید حقیقت ہے کہ اس وقت رقبہ کے لحاظ سے دنیا کا کوئی خطہ سیرابی میں پنجاب کا ہم پلہ نہیں ہو سکتا ؛

انتظام حکومت کے معیار کو اعلیٰ اخلاق پر مبنی کرنے کے لئے حضور ممدوح نے رشوت ستانی کے خلاف ایک مستقل جنگ کی - مفت پرائمری تعلیم کی اشاعت سے اہل پنجاب کو جو فائدہ پہنچنے کی امید ہے - وہ محتاج تشریح نہیں - غرضیکہ جنگ کے پُرآشوب ایام میں آپنے پنجاب کا نام دنیا کے ہر گوشہ میں روشن کر دیا ہر حصۂ پنجاب میں لوگوں نے اپنے آپ کو اس انداز سے گورنمنٹ کی خدمات کے لئے وقف کر دیا - گویا کہ ایک زبردست جذبۂ وطن پرستی و عقیدت حکومت ان میں موجزن ہے - حضور ممدوح کی اس فاتحانہ کامیابی کا رنگ پھیکا کرنے کے لئے بعض کینہ وروں نے یہ الزام تراشا ہے - کہ زنگروٹوں اور جنگی قرضہ کی فراہمی کے لئے آپ کی پالیسی جابرانہ تھی - زنگروٹوں کے بارہ میں ہم جواب دے چکے ہیں - قرضہ جنگ کے متعلق ہر شخص سمجھ سکتا ہے - کہ کسی کی جیب سے جبراً روپیہ نکلوانا کس قدر محال اور عام اضطراب کا باعث ہو سکتا ہے - اس لئے ان کے عہد حکومت کا دوران جنگ میں رولٹ ایکٹ کی شورش کے ایام تک کامل امن کی حالت میں رہنا اسبات کی بین دلیل ہے کہ لوگوں نے برضائے خود لاکھوں روپیہ دے کر قرضہ جنگ کو کامیاب بنایا - سر مائیکل اوڈوائر کے عہد حکومت کا آخری حصہ بہت پُرآشوب گذرا - لیکن انہوں نے رشتۂ تدبر کو ہاتھ سے نہیں دیا - اور اب حکومت نے جو اختیارات نازک موقعوں پر انتظام کرنے کے لئے وضع کئے ہیں - ان کا فائدہ اٹھا کر فتنہ و شر کو عام بغاوت اور انقلاب میں تبدیل نہ ہونے دیا ؛

احباب الفضل کی توسیع اشاعت کی سعی فرما کر قدردانی

اشتہار

دو مشہور غیر احمدی اخباروں نے

انوکھی استانی پر ریویو کیا - اور جہاں تک ان سے توقع ہو سکتی تھی - خاصہ اچھا لکھا - مگر مجال ہے جو کسی غیر احمدی مہربان نے ایک نسخہ بھی خریدا ہو - وجہ؟ یہی کہ ایک "مرزائی" کی لکھی ہوئی اور قادیان سے نکلی ہوئی کتاب کا لینا انہیں گوارا نہ ہوا - تو اب خیال فرمایئے - کہ احمدیوں کے سوا اور کون ان کتابوں کا خریدار ہو سکتا ہے؟ یہ تنگدلی اور تعصب انہی کو مبارک ہو - ہمارے ہاں تو ان کی ہزاروں روپے کی کتابیں ہر سال کبتی ہیں - پھر بھلا یہ اپنی کتابیں کیوں نہ لی جائینگی؟ مگر کیا ابھی وقت نہیں آیا - کہ دور از کار اور ہر طرح نقصان رساں لٹریچر کے بجائے ان رسالوں کی قدر کیجائے - جو نہ صرف زباندانی اور اصلاح اخلاق و معاشرت کے لحاظ سے بلکہ بنظر تبلیغ حق بھی مفید و ضروری مانے گئے ہیں اور انکی قیمت بھی کچھ زیادہ نہیں جیسے :-

پنجاب کی سوغات ۱ر
انوکھی استانی ۴ر
صفیہ کا خطبہ ۲ر
صبر کا اجر ۵ر
صبر کا اجر حصہ دوم ۵ر

یہ رسالے عورتوں اور بچوں کے لئے انہی کی سلیس اور عام فہم زبان میں لکھے گئے ہیں - زبان کی خوبی - قصہ کی دلچسپی کے علاوہ نفس مطلب بھی وہی کچھ ہے جو احمدی قوم کا نصب العین ہونا چاہیئے -

ملنے کا پتہ :- کتبخانہ فریدآبادی - قادیان (گورداسپور)

سلسلہ احمدیہ کی تمام کتب موجودہ بھی اسی پتہ سے مل سکتی ہیں اور احمدی بچوں کا ماہوار رسالہ اتالیق بھی جسکی قیمت صرف ڈیڑھ روپیہ سالانہ ہے - اب تک ۳ نمبر نکل چکے ہیں - نیز

تفسیر سورہ اخلاص - جس نے مخالفین اسلام کو لاجواب کر دیا ہے - اور اس کا ہدیہ صرف ۶ پائی فی نسخہ ہے

تمام درخواستیں مع قیمت پیشگی یا باجازت وی پی

مینیجر کتبخانہ فریدآبادی قادیان کے نام آئیں

اشتہار زیر آرڈر ۵ قاعدہ ۲۰

باجلاس جناب مرزا عبد اللطیف خان صاحب ایڈیشنل منصف صاحب درجہ دوم شہر پشاور

مسماۃ رام سرنی نابالغہ بنت کرمچند بولایت گنگا رام گارڈین سکنہ محلہ لبورا لمم شہر پشاور

مدعیہ

راجہ صفدر جنگ ولد راجہ جہانداد خان ساکن خانپور - ضلع ہزارہ و مسماۃ چندر رولی بیوہ کرمچند محلہ لاہوریاں شہر پشاور

مدعا علیہم

دعوی

مقدمہ مندرجہ عنوان بالائیں ۹/۸/۶ مدعا علیہ م ا سمن کی تعمیل سے عمداً گریز کرتا ہے - اور روپوش رہتا ہے - اب عدالت میں تاریخ پیشی ۱۳ ۸/۱۹ کو مقرر ہے - لہذا بذریعہ اشتہار ہذا مدعا علیہ م ا کو مطلع کیا جاتا ہے - اگر وہ اصالتاً یا وکالتاً تاریخ مقررہ پر حاضر عدالت ہو کر اپنے مقدمہ کی پیروی اور جوابدہی نکرینگے - تو ان کے برخلاف کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاوے گی - آج ہمارے دستخط اور مہر عدالت سے جاری ہوا - تحریر ۲۶ ۷/۱۹

دستخط بحروف انگریزی مہر عدالت

سخت ضرورت ہے

محکمہ تعلیم و تربیت قادیان کو چند انٹرنس پاس تجربہ کار مدرسین کی ضرورت ہے - ایف - اے پاس بھی درخواستیں کر سکتے ہیں - درخواستیں بہت جلد ناظر صاحب تعلیم و تربیت کی خدمت میں ارسال کریں ؛

الفضل چونکہ احمدیہ جماعت کا مسلمہ آرگن ہے اور اس کا ایک ایک پرچہ دس دس آدمیوں کی نظر گذرتا ہے - اور اس کے فائل محفوظ رکھے جاتے ہیں - اس لئے اشتہار دینے کا بہترین ذریعہ ہے - اجرت نہایت اعتدال - بہت جلد مینیجر سے خط و کتابت کر کے اپنے اپنے اشتہار کے لئے جگہ حاصل کریں کیونکہ اشتہارات کیلئے نہایت مفید ہیں ؛

سرحدی شورش

آفریدی اور مہمندی خاموش ہیں

شملہ - ۳۰ جولائی - سول اینڈ ملٹری گزٹ کے نامہ نگار نے راولپنڈی سے تار دیا ہے

سرحد کی تازہ خبروں سے پایا جاتا ہے کہ امیر کے ایجنٹ جو آفریدیوں اور مہمندیوں کے درمیان مشکلات پیدا کر رہے تھے - اب واپس ہو گئے ہیں - مشہور شاہ نواسی خواجہ محمد نے آفریدی علاقے کو غضبناک ہو کر چھوڑ دیا ہے - اُسے توقع تھی کہ وہ تمام قبائل کو خیبر پر ایک باقاعدہ حملے کے لئے مرتب کریگا لیکن زرکثیر خرچ کرنے کے بعد وہ نسبتاً بہت تھوڑا لشکر فراہم کر سکا ؞

محسود پیچھے ہٹا دئے گئے

شملہ - ۳۰ جولائی - حسب ذیل سرکاری اطلاع شائع کی گئی ہے - ۲۸ اور ۲۹ جولائی کو ہمارے پہرہ والے سپاہیوں اور اہل قبائل کی جماعتوں کے درمیان میرلی خان کے قریب بمقام توچی کچھ لڑائی ہوئی - نیز ہماری فوج والوں کو چھاپا مارنے والی ایک محسود جماعت مرتضیٰ کے قریب ملی - محسود پہاڑوں میں پیچھے ہٹا دئے گئے نوب میں کوئی تغیر نہیں ہوا - ہندو باغ کے شمال میں پہاڑوں کے درمیان ایک چھوٹا سا لشکر ابھی موجود ہے

اہل قبائل ایک افغانی توپ لے گئے

شملہ ۳۱ جولائی - حسب ذیل سرکاری اطلاع شائع کی گئی ہے - عام حالت میں کوئی تغیر نہیں ہوا

وزیرستان کی اطلاعات مظہر ہیں کہ وزیریوں اور محسودوں کا ایک لشکر دانا سے نوب کو جاتے ہوئے اپنے ساتھ جبراً ایک افغانی توپ مع اس کے توپچیوں کے لے گیا - یہ توپ ان دو توپوں میں سے ایک ہے جو وزیرستان میں افغانوں کی چھوٹی سی بے قاعدہ سپاہ کے پاس تھی - جس کی پہلے اطلاع دی جا چکی ہے ؞

وزیری اور دیگر اہل قبائل کے گروہ ابھی تک فورٹ سنڈیمن کے گرد و نواح میں ہیں - ۲۹ جولائی کو چھپ کر گولیاں چلنے کی واردات بکثرت ہوئیں - ۳۰ جولائی کو اہل قبائل اور ملیشیا کے بھگوڑوں نے مسلح موٹر لاری کو جو ہندو باغ کی طرف جا رہی تھی - روکنے کی کوشش کی - دشمن پر شدت سے آگ برسائی گئی - اور وہ ۳۰ - آدمیوں کا نقصان برداشت کر کے پہاڑوں کو بھاگ گئے موٹر لاری بغیر کسی مزید حادثہ کے ہندو باغ پہنچ گئی

مزدور پیشہ کی ہڑتالیں

لنڈن ۲۷ جولائی - لیبر پارٹی کا ممبر جے - ایچ - ٹامس جو امریکہ سے واپس آیا ہے - ڈربی میں دوران تقریر میں کاریگروں کو یاد دلاتا ہے - کہ ملک آجکل سخت مقروض ہے وہ خود ہڑتال کا تو ہتھیار تو چھوڑنا نہیں چاہتا - لیکن اس کا استعمال سب کے آخر ہونا چاہیئے آجکل کی روزانہ ہڑتالیں یقیناً تباہی کی طرف لیجا رہی ہیں - اگر ٹریڈ یونین اپنے مطالبات کو پیش کرنا چاہتی ہے - تو اسے دارالعوام میں کرنے چاہئیں -

متلاشیانِ روزگار کو مژدہ

ہم کو علاقہ پنجاب کے مشہور و معروف مقاموں پر اپنی تجارت موجودہ کی ایک ایک دوکان قائم کرنا ہے - جس کے لئے ایسے احمدیوں کی ضرورت ہے - جو معمولی اُردو اور حساب و کتاب میں مہارت رکھنے کے علاوہ محنتی جفاکش ہوں - تنخواہ دس روپیہ سے پندرہ روپے دیجاویگی - اور اپنی معتبری کی تصدیق کسی معزز احمدی یا مقامی انجمن کے سکرٹری سے کرا سکتے ہیں ؞

ہم کو مقام یادگیر ریاست نظام میں ایک جدید کارخانہ چرمی قائم کرنا ہے - جس کے لئے زین - ساز - بوٹ - شفز و نیز چمڑا رنگنے والے کاریگروں کی ضرورت ہے - تنخواہ کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت طے ہو سکتا ہے - ہمراہ درخواست سارٹیفکیٹ آنا چاہیئے - احمدیوں کو ترجیح دی جاوے گی - ہمیں حجام اور دھوبی کی بھی ضرورت ہے - جو یادگیر آکر کام کرے احمدیوں کو ترجیح دی جاوے گی ؞

المشتہر

مینیجر کارخانہ جات شیخ حسن صاحب احمدی مقام یادگیر جی - آئی - پی ریلوے - ضلع گلبرگہ شریف

اعلان

میں ویر سنگھ ولد بدھ سنگھ ذات جٹ رندھاوا ساکن نوشہرہ مجا سنگھ تحصیل و ضلع گورداسپور کا ہوں ؞

اطلاع عام کے لئے اعلان کرتا ہوں - کہ میرے پسران مسمی کرتار سنگھ دروال سنگھ و دلیپ سنگھ میرے نافرمان ہیں - اور ان کا رویہ میرے اور میری جائداد کے لئے نقصان رساں ہے - اس لئے میں نے انکو عاق کر دینے کا فیصلہ کیا ہے - اور یہ اعلان بذریعہ اخبار الفضل قادیان شائع کرتا ہوں کہ کوئی شخص میری جائداد کے بھروسہ پران برسہ مذکورہ بالا پسران سے لین دین کا معاملہ نہ کرے - ورنہ میں اور میری جائداد ذمہ دار نہ ہو گی -

میری زمین اور اس کی پیداوار سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے -

العبد

ویر سنگھ (نشان انگوٹھا)

گواہ شد - بدرالدین احمدی قادیان بقلم خود ۳۱ ۷/۱۹

گواہ شد - میاں محمد سہیل حجام بقلم خود ۳۱ ۷/۱۹

(باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام قادیان میں چھپکر مالکان کے لئے شائع ہوا)